(۳۵)

سلام

مُجرئی جبکہ چڑھا شاہ کا سر نیزے پہ
آفتاب آیا قیامت کا نظر نیزے پہ

ہے یہ ابتٔہ کہ ہو نصب سرِ نیزہ پہ پھل
نہ کہ ہو باغِ نبوت کا ثمر نیزے پہ

گرمِ ہنگامہ رہا حشر کا ہر ایک قدم
کیا خورشید نے تا شام سفر نیزے پہ

کیوں فلکِ وسعتِ آفاق ہوا اس پہ تنگ
جا نہ باقی رہی اس سر کو مگر نیزے پہ

سوزِ ماتم سے وہ خود رفتہ تھے پہ ساری راہ
شمع کی طرح تھی زینبؑ کی نظر نیزے پہ

دلِ اکبرؑ جو چھدا نیزے سے تو بہرِ شکست
گرہ نیزہ نے باندھی ہے کمر نیزے پہ

دردِ دل پوچھتا کوئی تو سکینہؑ کہتی
اماں ناقے پہ ہیں سر ننگے پدر نیزے پہ

پوچھتا کوئی پدر کو تو سکینہؑ کہتی
دیکھو جاتا ہے مرے باپ کا سر نیزے پر

جس نے دیکھا سرِ اکبرؑ کو کہا صلِ علی
دیکھو ہے برجِ امامت کا قمر نیزے پر

کیوں زمیں خاک پہ احمدؐ کا نواسہ رَن میں
کیوں فلک فاطمہؑ کا لختِ جگر نیزے پر

لنگرِ طوق سے گر پڑتے تھے سجادؑ جہاں
رو کے رہ جاتا تھا شبیرؑ کا سر نیزے پر

جن کا شانہ تھا سدا پنجۂ دستِ زہراؑ
گرد آلودہ تھے وہ سنبلِ تر نیزے پر

کربلا سے سرِ شاہِ شہدا کو تا شام
شام نیزے پہ ہوئی اور سحر نیزے پر

نیزہ داروں کو تفاخر تھا جو اپنا منظور
اک سرِ حضرتِ شبیرؑ تھا ہر نیزے پر

شاخِ گُل پر گُلِ نوخیز ہے دیکھا اکثر
تھا گلستانِ نبیؐ کا گُلِ تر نیزے پر

راہِ تسلیم کا ہر اِک یہ نشیب اور فراز
تن اِدھر خاک پہ اور سر وہ اُدھر نیزے پر

تھا سناں پہ جو سر قدرتِ حق ہو کے قلم
صادق آیا یہ قضا کلکِ قدر نیزے پہ

کیوں نہ پھر عالم بالا تہ و بالا ہووے
کہ بدن خاک پہ تھا شاہ کا سر نیزے پہ

زلف تھی بستۂ چوب اور سرِ انور بہ سناں
اک جگہ شام میں تھے شام و سحر نیزے پہ

قطعہ

سرِ اقدس جو بڑھا قلعہ کو بولی زینبؑ
صدقے ماں جائی چلے آپ کدھر نیزے پہ

آئی آواز کہ شیریں سے کیا تھا وعدہ
اے بہن جاتا ہوں اس دوست کے گھر نیزے پہ

قطعہ

سرِ سردارِ دو عالم کا نہ پوچھو احوال
ہوئے چالیس شب و روز بسر نیزے پہ

اِک روایت میں یہ مضموں ہے رقم ہائے غضب
چھے مہینے رہا زہراؑ کا قمر نیزے پہ

جو کہ ہو شیرِ نیستانِ امامت کا دبیرؔ
کیا غضب ہے کہ ہو اس شیر کا سر نیزے پہ

(۳۶)

سلام

ہو خاک سلامی در سرورؑ کے برابر
جس در کا ہر اک ذرّہ ہے اختر کے برابر

مشتاق ہیں کیا مرتبۂ ابنِ علیؑ کے
محبوبؐ خدا بیٹھے ہیں منبر کے برابر

مجلس میں بتولؑ آئی ہے دو نذر محبو
آنسو ہیں تمھارے اُسے گوہر کے برابر

دیتا تھا شتربان کو صدا لاشۂ شبیرؑ
بے رحم ہے تُو شمر ستمگر کے برابر

شہؑ بولے کلیجے کا مرے درد وہ جانے
جس کا کہ پسر قتل ہو اکبرؑ کے برابر

زخموں میں یہ لذت تھی کہ خود جاتے تھے شبیرؑ
نیزے کے برابر کبھی خنجر کے برابر

سر ننگے ہوئے قید ہوئے خاک پہ بیٹھے
کوئی نہ لٹے آلِ پیمبرؐ کے برابر

پیاسے جو زباں مُنھ سے نکالے ہوئے بیٹھے
غش ساقیِ کوثر ہوئے کوثر کے برابر

قطعہ

شبیرؑ سے اَعدا نے کہا تیغ نکالو
طاقت ہے تمھیں حیدرؑ صفدر کے برابر

شہؑ بولے لڑوں کیا کہ تمھیں جانتا ہوں میں
اکبرؑ کے برابر علی اصغرؑ کے برابر

زینبؑ نے کہا ہاتھ لگاؤ نہ لعینو
چادر ہے یہ تطہیر کی چادر کے برابر

ہے دودھ کے کوزوں پہ سدا فاتحہ ہوتا
بے شیر موا کوئی نہ اصغرؑ کے برابر

زہراؑ کے مقدر میں بھی تھا رنج اٹھانا
پر تھا نہ وہ زینبؑ کے مقدر کے برابر

مقنعہ جو چھنا بولی دُلھن شکر ہے یاربّ
سایہ ہے ترے لطف کا چادر کے برابر

مظلومیِ شبیرؑ پہ دیتے ہیں گواہی
دس روز محرم کے ہیں محشر کے برابر

پاؤں پہ ورم راہ کا چلنا غمِ زنداں
دکھ کس پہ پڑے عابدؑ مضطر کے برابر

پیاسے رہے مارے گئے لاشہ ہوا پامال
مظلوم نہ ہو گا کوئی سرورؑ کے برابر

شہؑ کہتے تھے معبود کی گر اس میں خوشی ہے
ہے خاک ہمیں پھولوں کے بستر کے برابر

قطعہ

ظالم نے کہا کھول کے لب شہؑ کے چھڑی سے
یاقوت ہیں لب دانت ہیں گوہر کے برابر

زہراؑ کی صدا آئی، چھڑی سے نہ انھیں کھول
یہ دانت ہیں دندان پیمبرؐ کے برابر

چادر بھی نہ چھوڑی کہ حرم مُنھ کو چُھپاتے
گھر کس کا لٹا فاطمہؑ کے گھر کے برابر

کوثر کا پیا پانی تو کہنے لگے شبیرؑ
شیریں تو ہے لیکن نہیں کوثر کے برابر

کُرتا جو سکینہؑ کا پھٹا تھا تو حیا سے
جاتی تھی نہ وہ ہند کی دختر کے برابر

جبریلؑ پکاریں گے کہ ہاں موند لو آنکھیں
آویں گی جو زہراؑ صفِ محشر کے برابر

کیا قہر ہے سیدانیاں سب ہاتھ کو باندھے
روتی تھیں کھڑی تختِ ستمگر کے برابر

قاتل سے کہا شہؑ نے کہ سر ننگے نہ کیجو
خواہر کو سمجھتا ہوں میں مادر کے برابر

تھی یاد سکینہؑ کی جو پیاس اُن کو تو شہؑ نے
منھ پھیر لیا جب گئے کوثر کے برابر

کہتی تھی یہ صغراؑ کہ میں خط شاہ کو بھیجوں
قاصد جو چلے تیز کبوتر کے برابر

شہؑ آپ ہی رونے لگے مظلومی پہ اپنی
اصغرؑ کی رکھی لاش جب اکبرؑ کے برابر

سر شہؑ کا ستمگر نے جو نیزے پہ چڑھایا
ہنگامہ تھا ہنگامۂ محشر کے برابر

کر شوق سے تو عرض دبیرِ جگر افگار
فیاض نہیں ہے کوئی داورؑ کے برابر

یا بارِ خدا دولت و اقبال و حشم میں
یہ صاحبِ محفل ہو سکندر کے برابر

تا چند کروں شرح دبیرؔ جگر افگار
اس غم کا ہر اک نکتہ ہے دفتر کے برابر

(۳۷)

سلام

اے مُجرئی   اس بحر میں وہ شعر سنا گرم
جو مطلعِ خورشید سے مطلع ہو ہوا گرم

اے مُجرئی   اشک آتے ہیں ہنگامِ بکا گرم
ٹھنڈی ہے تیری آہ پہ تاثیر ہے کیا گرم

اے مُجرئی   بس ہوتا ہے بازارِ قضا گرم
سر دینے پہ جوں شمع تھے شہؑ کے رفقا گرم

اے مُجرئی   تپ سے تنِ سجادؑ تھا یوں گرم
پاؤں میں بھی جو آہنِ زنجیر ہوا گرم

لکھ مُجرئی   وہ شعرِ سلامِ شہدا گرم
جو شمع سے ہر مصرعِ موزوں ہو ہوا گرم

اے اہلِ عزا   فاطمہؑ یاں ہوئے گی موجود
تُو کرنے بھی پائے گی نہ اس بزم میں جا گرم

ہنگامِ تمازت ہُوا گرم بزم میں آئے
تو رُو کے کرو   بزمِ عزائے شہدا گرم

تقلیدہ زمیں پر رہی لاش اس کی چہل روز
زہراؑ جسے لگنے نہیں دیتی تھی ہُوا گرم

اکبرؑ نے زبانِ شہؑ دیں لے کے دہن میں
کی عرض زباں آپ کی کیا گرم ہے کیا گرم

عابدؑ سے کوئی پوچھتا پیاسے ہو؟ تو کہتے
پانی سے ہم آگاہ نہیں سرد ہے یا گرم

چادر نہ میسّر ہوئی لاشِ شہدا کو
ہاں دھوپ کی گردوں نے اُڑھائی ہے ردا گرم

کبراؑ کا جلا دل تو یہ بولی سحر عقد
دیکھو مرے حق میں ہوئی تاثیرِ حنا گرم

ہر ایک قدم کہتے تھے یہ آبلہِ اشک
ہے خاک بیاباں کی بہ زیرِ کفِ پا گرم

شہؑ نے کہا اے شمر اُتر سینے سے میرے
ہے اب خبرِ آمدِ محبوبؐ خدا گرم

گُل ہائے ریاضِ نبویؐ رَن میں پڑے تھے
دوپہر تھی لو چلتی تھی آتش سے ہوا گرم

لاشِ علی اکبرؑ پہ حسینؑ آئے تو کس وقت
جب عضوِ بدن سرد تھے سینہ تھا ذرا گرم

عابدؑ نے کہا پڑ گئے پاؤں میں پھپھولے
ہے دھوپ سے یہ خاکِ بیابانِ بلا گرم

یہ سوزِ غمِ شاہؑ تھا صغراؑ کے جگر میں
جو حلق سے ہوتی تھی اُترتے ہی ہوا گرم

عابدؑ نے کہا سوزِ غمِ سبطِ نبیؐ سے
دل گرم ہے تن گرم ہے سینہ ہے مرا گرم

صغراؑ کو تھا یہ خوف کہ جل جائے نہ مکتوب
مضموں سے پُر فرقت کا نامے میں لکھا گرم

اکبرؑ نے کہا نزع میں ہاتھ اپنا رکھو تم
اے سبطِ نبیؐ پیاس سے سینہ ہے ترا گرم

یہ پیاس کی حدّت تھی گلوے شہِؑ دیں میں
جو ذبح دمِ خنجرِ بیداد ہوا گرم

یہ دھوپ سہی فاطمہؑ کے لال نے رن میں
جو تن پہ زرہ ہو گئی بالاے قبا گرم

عباسؑ کے لاشے کو ترائی میں یہ غم تھا
افسوس کہ ہے مقتلِ شاہِؑ شہدا گرم

تعریف دبیرؔ اپنی ہے مصرعِ خلیقؔ اب
ٹھنڈی تھی زمیں کو کہ یہ بیتیں ہوئیں کیا گرم

واں بہرِ شفاعت جو دبیرؔ آئے گی زہراؑ
خورشیدِ قیامت نہ رہے گا بخدا گرم

(۳۸)

سلام

مُجرئی انصار کم تھے شاہِ والا کی طرف
اور لاکھوں اشقیا تھے جمع اعدا کی طرف

فوج نے روکا جو حُر کو اس طرح کہنے لگا
مار سے اب عزم ہے فردوسِ اعلیٰ کی طرف

کوئی مانع ہو نہ میرا جانے دو جاتا ہوں میں
اپنے سرورؑ اپنے مولاؑ اپنے آقا کی طرف

قتل جب سرورؑ ہوئے رَن میں تو پھر وحش وطیور
آشیانوں سے گئے اُڑ اُڑ کے صحرا کی طرف

کیا محبت شہؑ کو تھی خواہر سے جو سرورؑ کا سر
رخ کیے تھا نیزے پر بھی بنتِ زہراؑ کی طرف

اس طرح اہلِ حرم سے کرتی تھی زینبؑ بیاں
بھائی صاحب دیکھتے ہیں اپنے شیدا کی طرف

رو چکی جب لاشِ شہؑ پر فاطمہؑ تو بولی اب
بیٹے عباسؑ کو جاؤں گی دریا کی طرف

حال کہہ دیجو میرا کہتی تھی صغرا ہر سحر
گر گزر ہو اے صبا گلزارِ زہرا کی طرف

گر پڑے گھوڑے سے جب رن میں حسینؑ ابنِ علیؑ
طفل اِک خیمے سے دوڑا شاہِ والا کی طرف

جب سرِ عریاں گئی لاشے پہ دُولھا کے دُلھن
رویا لاشہ دیکھ کر تا دیرِ کبریٰ کی طرف

عرشِ حق ہلنے لگا خیمے سے جب روتے چلے
لاشِ اکبرؑ ڈھونڈنے شبیرؑ صحرا کی طرف

سامنے حوریں کھڑی تھیں ساغرِ کوثر لیے
غازیوں نے اس لیے دیکھا نہ دریا کی طرف

جب کہا صغرا نے شہؑ سے آیو جلدی یہاں
دیکھ کر رونے لگے شہؑ شکلِ صغرا کی طرف

جو رُلاتے اور روتے ہیں غمِ شہؑ میں دبیرؔ
حشر میں جائیں گے وہ فردوسِ اعلیٰ کی طرف

۳۹

سلام

مجرئی دامن میں لی جب کربلا کے بن کی خاک
گر گئی نظروں سے اپنے وادیٔ ایمن کی خاک

اے سلامی میں نہ لوں فردوس کے گلشن کی خاک
ایک ذرّہ گر ملے شبیرؑ کے مدفن کی خاک

خاک اس کے منہ میں جو اس کو کہے گلشن کی خاک
نور ہے اے مجرئی شبیرؑ کے مدفن کی خاک

بولے شہؑ آرام شیعوں کا مجھے منظور ہے
دیکھنا خاکِ شفا ہو گی مرے مدفن کی خاک

خانۂ زنجیر میں غل تھا کہ عابدؑ ہیں اسیر
قدر ہو گی حشر کے بازار میں آہن کی خاک

تیغ قاتل کہتی تھی کاٹی نبیؐ کی بوسہ گاہ
اس گنہ سے ہو گئی سب آبرو آہن کی خاک

روزِ عاشورہ یہ تپتی تھی زمینِ کربلا
جس کی گرمی سے تھی ٹھنڈی مجمر و گلخن کی خاک

لاشۂ بے سر پہ شہؑ کے کرتی تھی زینبؑ یہ بین
پونچھتا کوئی نہیں اس خوں بھری گردن کی خاک

کھیل کر باہر سے بچپن میں گھر آتے تھے تم
جھاڑتی تھیں فاطمہؑ پلکوں سے پیراہن کی خاک

ایک دن یہ ہے کہ تم عریاں پڑے ہو دھوپ میں
شکلِ مرہم ہائے زخموں میں بھری ہے رن کی خاک

آئی زہراؑ کی ندا بیٹھی میں ہوں شب سے یہاں
دیکھ لے سر پر مرے ہے کربلا کے بن کی خاک

پونچھتی ہوں گہ ردا سے تیغوں کے زخموں کا خوں
پاک کرتی ہوں کبھی میں تیروں کے روزن کی خاک

رن میں بہر حرب جب آئے امامِ شرق و غرب
پر توِ عارض سے چمکی ذرّہ ذرّہ رَن کی خاک

کہتے تھے ناری لڑیں نورِ خدا سے کس طرح
شعلہ ہے شبیرؑ کے نقش سُمِ توسن کی خاک

ہاتھ میں اس شیر کے وہ برق دم شمشیر ہے
جس کے سائے سے نگہ جل کر ہو روئیں تن کی خاک

ناریوں کی خاک سے ہے لاگ آبِ تیغ کو
ڈھونڈتی پھرتی ہے یہ ہر کافرِ بدظن کی خاک

بولے شہؑ منظور ہو مجھ کو اگر تو رن لڑے
فوج کو برباد کر دے دشت کے دامن کی خاک

زعفرِ جن نے کہا یا شاہؑ یہ ارمان ہے
کربلا کی خاک میں مل جائے میرے تن کی خاک

شہؑ نے فرمایا نہیں یہ مرضیٔ پروردگار
لشکرِ شبیرؑ کی قسمت میں ہے اِس بَن کی خاک

رشتۂ الفت قوی ہے تو بنا کر سبحۂ تو
ہاتھ میں رکھیو سدا مظلوم کے مدفن کی خاک

جذبۂ الفت سے قطرے عینِ دریا ہو گئے
پنجتنؑ میں مل گئی آخر بہترؑ تن کی خاک

چاندنی اور دھوپ کی ہم پر حقیقت کھل گئی
رات دن اُڑتی ہے شہؑ کے مرقدِ روشن کی خاک

قبر کی راحت ہے کیا؟ اخلاصِ ابنِ بُوتراب
دین کی دولت ہے کیا؟ شبیرؑ کے دامن کی خاک

شمر و حُر کی زشتی و خوبی سے یہ ثابت ہوا
وہ جہنّم کا دھواں یہ خُلد کے گلشن کی خاک

جب تلک ہو گا نہ محشر ہے یہ شکلِ فاطمہؑ
منھ پہ شہؑ کا خون سر پر کربلا کے بَن کی خاک

پوچھا صغراؑ نے عزیزوں کو تو زینبؑ نے کہا
کربلا کو سونپ آئی میں بہتّر تن کی خاک

بعد چہلم بنتِ زہراؑ نے کہا اے کربلا
تجھ کو زینبؑ سونپے جاتی ہے بہتّر تَن کی خاک

تازیانہ شمر نے مارا تو زینبؑ نے کہا
کیا تری خلقت میں ہے پتھر کی اور آہن کی خاک

ناناؐ کے روضے سے نکلے شاہؑ یہ کہتے ہوئے
ہے مقدر میں ہمارے کربلا کے بَن کی خاک

بولی بانوؑ کھیلنے کو خُلد میں اصغرؑ گئے
میں تو یاں ہوں کون جھاڑے گا وہاں دامن کی خاک

تا پھریں گِر گِر کے گردِ گنبدِ قبرِ حسینؑ
ہوتے ہیں جا جا کے زائر کربلا کے بَن کی خاک

خاک ان کے استخواں تک ہو گئے قبروں میں ہائے
ساکنوں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے یاں مسکن کی خاک

مرہمِ زخمِ گنہ پوچھا جو عیسیٰؑ سے دبیر
لکھ دیا نسخہ لگا شبیرؑ کے مدفن کی خاک

(۴۰)

سلام

سوزِ غمِ شبیرؑ میں ہے یہ اثر اب تک
پتھر سے نکلتے ہیں سلامی شرر اب تک

بیٹے کے لیے فاطمہؑ ہر مجلسِ غم میں
منھ ڈھانپ کے چلاتی ہے دو دو پہر اب تک

سقائیِ عباسؑ ہے مرنے پہ بھی پیدا
مشکیزہ لگاتے ہیں علم میں بشر اب تک

زہراؑ کے سوا اور بھی دُنیا میں کسی کا
کنبہ سرِ بازار پھرا ننگے سر اب تک؟

اللہ رے اثر قتل کو شہؑ کے ہوئی مدت
روتے ہیں غمِ شاہؑ میں انساں مگر اب تک

تقدیر کسی دل کو نہ دیوے غمِ اولاد
پکڑے ہوئے ہاتھوں سے ہیں زہراؑ جگر اب تک

جب تعزیے اُٹھتے ہیں علم ہوتے ہیں آگے
بھائی کے لیے بھائی ہے سینہ سپر اب تک

ہجولیوں سے رو کے کہا کرتی تھی صغرؑا
پہنچی ہوں اب گور نہ آئے پدر اب تک

مرنے پہ بھی ثابت ہے علم داریٔ عباسؑ
ہیں تعزیہ کے ساتھ عَلم جلوہ گر اب تک

جب ہاتھ کٹے لاشۂ شہؑ نے کہا رو رو
مرنے پہ ستاتے ہیں ہمیں بد گہر اب تک

زینبؑ کے پسر رَن میں جو آئے تو ہوا غُل
اک جا پہ نہیں دیکھے تھے شمس و قمر اب تک

رُلواتی ہے ہر زائرِ شبیرؑ کو زہرؑا
آتی ہے صدا روضہ میں ہے ہے پسر اب تک

نے بالیاں باقی رہیں نے گوشِ سکینہؑ
باقی رہا ذکرِ ستمِ بد گہر اب تک

غافل نہیں اِک آن غمِ شاہؑ سے زہرؑا
اللہ کو دِکھلاتی ہے داغِ جگر اب تک

گُھٹر کا بھی طمانچہ بھی ہمیں شمر نے مارا
سوجے ہوئے ہیں کان ہمارے پدر اب تک

دیتے ہیں سخی زائروں کو اب بھی زر و مال
لِلّٰہ سوفقۂ کے دیا کس نے سراب تک

قطعہ

فخریہ کہا شمر نے حاکم سے یہ ہنس کر
سرکار سے تیرے نہ ملا ہم کو رز اب تک

کاٹا تری خاطر سے سرِ سیّدِ مظلوم
خنجر ہے مرا خون سے پیاسے کے تر اب تک

مثلِ گہر اشک دبیرؔ جگر افگار
دیکھے نہ کبھی آنکھ سے تھمتے گہر اب تک

سلام

نام پہ شاہ کے پانی جو پلا دیتے ہیں
میرِ کوثر انھیں مُجرائی دعا دیتے ہیں

فاطمہؑ کہتی ہیں دنیا میں یہ آباد رہیں
شہؑ کا پُرسا مجھے سب اہلِ عزا دیتے ہیں

کربلا میں کوئی مدفون اگر ہو تو حسینؑ
خاک کو مرتبۂ خاکِ شفا دیتے ہیں

قتل اکبرؑ سا پسر ہوتا ہے یہ کرتے ہیں شکر
صبرِ ایوبؑ کو شبیرؑ جلا دیتے ہیں

چشمِ سجادؑ اگر ضُعف سے بھی ہوئی ہے بند
اَشقیا پاؤں کی زنجیر ہلا دیتے ہیں

بوسہ لے کر لبِ سوفار کا کہتے تھے حسینؑ
بھوک اور پیاس میں کیا تیر مزا دیتے ہیں

شمر سے کہتی تھی زینبؑ مری چادر نہ اتار
واسطے حق کے رسولؐ دوسرا دیتے ہیں

ذبح شبیرؑ کو کرتا ہے لعیں خنجر سے
بوسے حلقوم پہ محبوبِ خدا دیتے ہیں

قطعہ

شمر لشکر سے یہ کہتا تھا شبِ قتلِ حسینؑ
جا کے ہم شاہؑ کے خیمے کو جلا دیتے ہیں

کون صبحِ شبِ عاشور کا رستہ دیکھے
پنجتنؑ کا ابھی ہم نام مٹا دیتے ہیں

رَن کو دولھا جو چلا ماں سے یہ کُبرا نے کہا
لو ہم اب دولھے کی مسند کو بڑھا دیتے ہیں

دیکھ کر لاشوں کو شہؑ کہتے تھے اے پیرِ فلک
یوں کہیں خاک میں گلزار مِلا دیتے ہیں

رو کے کہتی تھی سکینہؑ کہ ہمیں قید کیا
لوگ زنداں سے یتیموں کو چھڑا دیتے ہیں

شمر نے ذبح کیا شاہؑ کو پیاسا ورنہ
پانی قصاب بھی حیواں کو پلا دیتے ہیں

پوچھتا ہے جو کوئی کس نے کمر کو توڑا
شاہؑ عباسؑ کے لاشے کو بتا دیتے ہیں

شمر شبیرؑ کے سینے پہ چڑھا یہ کہہ کر
اب علیؑ آ کے نہیں تم کو بچا دیتے ہیں

شمر کہتا تھا جیے یا نہ جیے اس سے کیا
ہم تو بیمار کو زنجیر پہنا دیتے ہیں

اُونٹ پر کہتی ہے زینبؑ جونہی بھائی بھائی
نیزے پہ منھ شہِؑ مظلوم پھرا دیتے ہیں

واہ رے رحم یہ کفار سے کہتے تھے حسینؑ
تم ستم کرتے ہو ہم تم کو دعا دیتے ہیں

خوش رہو گر ہمیں پانی نہیں دیتے ہو نہ دو
جامِ کوثر بخدا شیرِؑ خدا دیتے ہیں

کیا سخی ہیں شہِؑ دیں بخششِ اُمت کے لیے
جاں بھی دیتے ہیں گھر کو بھی لٹا دیتے ہیں

قطعہ

خواب میں آن کے عابدؑ سے یہ سرورؑ نے کہا
کہو بیٹا تمھیں بے رحم دوا دیتے ہیں؟

عرض عابدؑ نے یہ کی مانگتا ہوں گر پانی
مجھ کو دکھلا کے ستم گار بہا دیتے ہیں

آپ منزل پہ اترتے ہیں لعین بد ذات
بیٹھ جاتا ہوں اگر میں تو اُٹھا دیتے ہیں

شہؑ نے فرمایا بہت گزری ہے کم باقی ہے
ہم تمھیں قید سے سجادؑ چھڑا دیتے ہیں

یہ سلامِ شہِؑ مظلوم کہا خوب دبیرؔ
دیکھو انعام میں مولاؑ مجھے کیا دیتے ہیں

(۴۲)

سلام

مُجرئی   پاؤں جہاں شاہِ ہدا رکھتے ہیں
ملک اُس خاک کو آنکھوں پہ اٹھا رکھتے ہیں

مدح کی ہند نے جس دم تو کہا زینبؑ نے
گر ہم اچھے ہیں مقدر تو بُرا رکھتے ہیں

ماں نے قاسمؑ کے کہا شاہؑ سے گر قتل ہوا
بیاہ ہم قاسمِؑ نوشا کا بڑھا رکھتے ہیں

کہا شیریں نے کہ عابدؑ تمھیں تپ آتی ہے
بولے عابدؑ نہیں مقدور دوا رکھتے ہیں

کہا زینبؑ نے کہ ہے رن میں پڑی لاشِ حسینؑ
آج تشریف کہاں شیرِؑ خدا رکھتے ہیں

حُر یہ کہتا تھا دمِ جنگ کہ دل بڑھتا ہے
پشت پہ ہاتھ میرے شیرِؑ خدا رکھتے ہیں

کہا کبریٰ نے کہ نوشاہ کی بو آتی ہے
آستیں اس لیے آنکھوں پہ سدا رکھتے ہیں

جب کہ مارے گئے عباسؑ تو بولے شبیرؑ
اَب عَلم فوج کا ہم اپنے اٹھا رکھتے ہیں

بولی صغریٰ ہمیں سب حالِ پدر ہے معلوم
گو نہ قاصد نہ کوئی پیکِ صبا رکھتے ہیں

حال کو قبلۂ حاجات کی دیتا ہے خبر
دلِ آگاہ بِہ از قبلہ نُما رکھتے ہیں

کہتے تھے راہ میں مسلمؑ کہ چھٹا گھر تو چُھٹا
ہم دلِ حیدرِ کرّارؑ میں جا رکھتے ہیں

فوت ہو راہ میں زائرؔ کو مَلک لے جا کر
کربلا میں اُسے نزدِ شھدا رکھتے ہیں

رو کے کہتے تھے حرم آج ہیں گو ننگے سر
ہم مگر سایۂ الطافِ خدا رکھتے ہیں

خاکساری کے جو پابند ہیں دنیا میں دبیرؔ
مثلِ آئینے کے وہ دل میں صفا رکھتے ہیں

سلام

غمِ شبیرؑ میں جو اشک بہانے کا نہیں
مُجرئی وہ چمنِ خُلد میں جانے نہیں

شہدا کہتے تھے آئیں گے نہ عابدؑ جب تک
ہم غریبوں کی کوئی لاش اٹھانے کا نہیں

کہتا تھا شمرِ لعیں لاکھ شہؑ دیں تڑپیں
پانی ان کو میں دمِ ذبح پلانے کا نہیں

کہا عباسؑ نے حیدرؑ سے لبِ کوثر پہ
بے سکینہؑ کے تو میں پیاس بجھانے کا نہیں

بولے شہؑ قبر بناؤں گا تری ننھی سی
تجھ کو اصغرؑ میں بیاباں میں سلانے کا نہیں

پنجتنؑ کا جو ہوا خاتمہ زینبؑ نے کہا
وارث اب کوئی پیمبرؐ کے گھرانے کا نہیں

کہا بانوؑ نے سکینہؑ جو لگی توڑنے دم
جاؤ جنت میں تمھیں کوئی رلانے کا نہیں

بولی زینبؑ کہ گلے سے مرے لگ جانا ذرا
شہؑ نے فرمایا کہ مقدور اب آنے کا نہیں

سیب شامی نے دیا جب تو سکینہؑ نے کہا
لیویں صدقہ یہ چلن اپنے گھرانے کا نہیں

حُر کو آتی تھی صدا تجھ سے نہ خوش ہوں گے علیؑ
بدلے شبیرؑ کے گر حلق کٹانے کا نہیں

دفن اصغرؑ کو کیا جب تو کہا سرورؑ نے
سوؤ اصغرؑ تمھیں اب کوئی جگانے کا نہیں

کہا مسلمؑ نے وہ بے کس ہوں کہ بعد از رحلت
فاتحہ کو بھی کوئی ہاتھ اٹھانے کا نہیں

جز حسینؑ ابنِ علیؑ حشر میں کوئی بھی دبیر
ہم گنہ گاروں کو دوزخ سے بچانے کا نہیں

(۴۴)

سلام

کہے نہ مُجرئی کیوں دائما حسینؑ حسینؑ
بتولؑ روتی ہے کہہ کر سدا حسینؑ حسینؑ

ہر اِک مرض کی سلامی دوا حسینؑ حسینؑ
برائے دیدۂ حق ہیں ضیا حسینؑ حسینؑ

کہے جو مُجرئی وقتِ فنا حسینؑ حسینؑ
صدا مزار سے نکلے سدا حسینؑ حسینؑ

نسیمِ غنچۂ تسلیم زیبِ باغِ نعیم
بہارِ گلشنِ صبر و رضا حسینؑ حسینؑ

حواسِ خمسۂ زہراؑ قرارِ شیرِؑ خدا
امامِ ضامن آلِ عباؑ حسینؑ حسینؑ

ہر اک نبیؑ نے کیا ورد پنجتنؑ کا نام
بہت سے روئے مگر جب کہا حسینؑ حسینؑ

عزیزو مرثیہ سننے کی تم کو کیا حاجت
تمھارے رونے کو ہے اکتفا حسینؑ حسینؑ

نگر بنا کے تیری خاکِ قبر سے تسبیح
تو وردِ کیجیو صبح و مسا حسینؑ حسینؑ

مرا شہید مرا بے گناہ مرا سیّد
مرا امامؑ مرا مقتدا حسینؑ حسینؑ

قطعہ

کہے یہ فاطمہؑ نے بین آ کے مقتل میں
کہاں پڑا ہے مرا دل رُبا حسینؑ حسینؑ

وہ میرے گود کا پالا وہ سیّد والا
وہ لال گیسوؤں والا مرا حسینؑ حسینؑ

ستم کا مارا پیمبرؐ کا پیارا بے چارا
مرا ستارہ میرا مہ لقا حسینؑ حسینؑ

پڑا ہے بے لحد و بے نمازِ میت آہ
غریب و بے کس و بے آشنا حسینؑ حسینؑ

یہ بین سُن کے کہا لاش نے کہ اے امّاں
خُدا خُدا کہو کہتی ہو کیا حسینؑ حسینؑ

دبیرؔ خوفِ سوال و جواب پھر کیا ہے
جواب نامے میں گر ہو لکھا حسینؑ حسینؑ

مہ لقا= چاند کا ٹکڑا

سلام

غمِ آلِ عبا ہے اَور میں ہوں
سلامی یہ غذا ہے اَور میں ہوں

بہشتِ جاں فزا ہے اَور میں ہوں
خیالِ کربلا ہے اَور میں ہوں

سلامِ مرتضیٰؑ ہے اَور میں ہوں
زیارت کی دُعا ہے اَور میں ہوں

عجب کیا گر فرشتہ ہو سگِ نفس
درِ شیرِ خدا ہے اور میں ہوں

چُنوں موتی بیابانِ نجف کے
یہ دُر مُدّعا ہے اَور میں ہوں

گناہوں سے یہاں کہتا ہے آنسو
بس اک عفوِ خدا ہے اَور میں ہوں

مثالِ دانہ پِستا ہوں شب و روز
فلک کی آسیا ہے اَور میں ہوں

نہ پہنچا کربلا میں تو دمِ حشر
یہ بختِ نا رسا ہے اَور میں ہوں

زباں گویا ہے جب تک ہے یہی عہد
ائمہؑ کی ثنا ہے اور میں ہوں

محبّ ہیں نیک دشمن ہیں میرے نحس
ہمایوں اک ہما ہے اور میں ہوں

علیؑ کے حبّ میں نازاں ہے بدخشاں
یہ لعلِ بے بہا ہے اور میں ہوں

جو ڈھونڈا تاجِ کرسی بول اُٹھا عرش
علیؑ کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں

نبیؐ کہتے تھے اے حیدر تمھارا
شناسا اِک خدا ہے اور میں ہوں

مسیحا کہتے تھے جاں بخشِ عالم
بس اِک خاکِ شفا ہے اور میں ہوں

یہی ہے ناخنِ قدرت کی آواز
علیؑ مشکل کشا ہے اور میں ہوں

ندا دیتا ہے کعبہ بہر سجدہ
درِ خیبر کشا ہے اور میں ہوں

قطعہ

صفِ دشمن سے حُر نکلا یہ کہہ کر
بس اب راہِ وفا ہے اَور میں ہوں

عمر بولا بھلا جا تُو سوئے شاہؑ
گریباں اب ترا ہے اَور میں ہوں

علیؑ نے دی ندا اے حُر نہ ڈر تُو
ترا حامی خدا ہے اَور میں ہوں

کہا شبیرؑ نے شاہِ شہیداں
پیمبرؐ کا چچا ہے اَور میں ہوں

خبر دیتا ہے رن میں حُسنِ اکبرؑ
سدا نورِ خدا ہے اَور میں ہوں

جمالِ پاک نازاں ہے کہ بے مثل
شبیہِ مصطفیٰؐ ہے اَور میں ہوں

لبِ شیریں مخاطب ہے خضر سے
لطیفِ آبِ بقا ہے اَور میں ہوں

شبِ معراج کہتی ہے کہ یکتا
یہ گیسوئے دوتا ہے اَور میں ہوں

ندا ہے دوش پہ نادِ علیؑ کی
سپر اِک لافتیٰ ہے اور میں ہوں

مگر صد حیف سن کا ہے یہ اظہار
جوانی کی قضا ہے اور میں ہوں

موئے اکبرؑ تو بولا خنجرِ شمر
بس اب شہؑ کا گلا ہے اور میں ہوں

جناں میں کہتے ہیں جعفرؑ خوشحال
بہشتوں کی فضا ہے اور میں ہوں

بنی آدم ہیں مختارِ پہ و بال
سکینہؑ کا چچا ہے اور میں ہوں

خبر دی ہے یہ قرآن سے نبیؐ نے
علیؑ دستِ خدا ہے اور میں ہوں

قطعہ

وطن میں حالِ صغراؑ جس نے پوچھا
کہا آہ و بکا ہے اور میں ہوں

کہاں سے لاؤں بابا کو جو دیکھوں
یہ دردِ لا دوا ہے اور میں ہوں

یہ کہہ کر مر گیا پیاسوں کا سقہ
کہ محشر تک حیا ہے اور میں ہوں

علم عباسؑ کا دیتا تھا آواز
ہمایوں اِک ہما ہے اَور میں ہوں

نشانِ شاہؑ سے کہتا تھا اقبال
ترا پیرو ہما ہے اَور میں ہوں

سکینہؑ بولی بیٹھو دُلہا بھائی
قدم بوس اک حنا ہے اَور میں ہوں

دُلھن کہتی تھی دل ہے خون جن کا
جہاں میں وہ حنا ہے اَور میں ہوں

نبیؐ کا خون کہتا تھا سرِ دست
شہادت کو حنا ہے اَور میں ہوں

کہا کبراؑ نے پُر ارماں پس از عقد
یتیمِ مجتبیٰؑ ہے اَور میں ہوں

سکینہؑ کو لکھا صغراؑ نے خط میں
تمنائے قضا ہے اَور میں ہوں

بہن آباد ہیں واں کربلا میں
یہاں کرب و بلا ہے اَور میں ہوں

میسّر آپ کو وصلِ عزیزاں
فراقِ اقربا ہے اور میں ہوں

اُدھر شوقِ اجل ہے اور دُولھا
اِدھر شرم و حیا ہے اَور میں ہوں

پدر کا شربتِ دیدار اَور تم
یہاں جامِ دوا ہے اَور میں ہوں

پکاری شاہؑ کے لاشہ پہ زینبؑ
ہجومِ اشقیا ہے اَور میں ہوں

نہ شکوہ ہے پدر کا نے تمھارا
مقدر کا گلہ ہے اَور میں ہوں

کبھی چہرے پہ گیسو ہیں کبھی ہاتھ
یہ برقع یہ ردا ہے اَور میں ہوں

بلاتا بیاہ میں جو کہتی زینبؑ
شہیدوں کی عزا ہے اور میں ہوں

کسے سونپوں تنِ بے سر تمھارا
کہ اب قیدِ جفا ہے اَور میں ہوں

کہاں بیٹھوں کہاں مہمان جاؤں
عزا کا بوریا ہے اَور میں ہوں

قطعہ

ندا زہراؑ کی آئی تم سدھارو
یہاں شیرِؑ خدا ہے اَور میں ہوں

کہا قاصد سے شہؑ نے خط لکھوں کیا؟
مقدر کا لکھا ہے اَور میں ہوں

عَلم ہو کر پکاری تیغِ مولاؑ
زبردست اک قضا ہے اَور میں ہوں

اُدھر ظلم و جفا ہے اور اُمّت
اِدھر صبر و رضا ہے اَور میں ہوں

قطعہ

کیا نعرہ تگاور نے کہ سب پہ
رواں حکمِ خدا ہے اَور میں ہوں

مبارک ہو وطن اہلِ وطن کو
یہ خاکِ کربلا ہے اَور میں ہوں

قطعہ

صدا سن کر نبیؐ بولے خدایا
فقط عرشِ عُلا ہے اَور میں ہوں

دُلھن حیران تھی یا ربّ کروں کیا
غضب کا سامنا ہے اَور میں ہوں

بتا پردے میں یہ کس کی ہے آواز
یہی اب التجا ہے اور میں ہوں

ندا آئی نہیں یاں غیر کا دخل
علیِ مرتضیٰ ہے اور میں ہوں

قطعہ

بہن چلائی تنہا ہو دمِ ذبح؟
کہا شہ نے قضا ہے اور میں ہوں

گلا بھی خشک ہے خنجر کی ہے آب
شہادت کا مزہ ہے اور میں ہوں

غبارِ راہِ مہدیؑ ہے نظر میں
تلاشِ کیمیا ہے اور میں ہوں

دعا بھی مال و دولت کی نہ مانگوں
ہمیشہ یہ دعا ہے اور میں ہوں

تمنا دولت و حشمت کی بے جا
دبیرؔ آخر فنا ہے اور میں ہوں

کوئی دن کو دبیرؔ اب فضلِ حق سے
نجف ہے کربلا ہے اور میں ہوں

سلام

جلوہ ہے جو غبارِ درِ بو ترابؑ میں
اے مُجرئی وہ نور کہاں آفتاب میں

پڑھ مُجرئی سلام وہ شہؑ کے جناب میں
لکھیں فرشتے جس کو بیاضِ ثواب میں

ہیں اشکِ مُجرئی سے یہ گوہر حجاب میں
وہ ہیں نہاں صدف میں صدف بحرِ آب میں

رہتا ہے آمد آمدِ اکبرؑ کا جو خیال
آنکھیں نہ بند ہوتی تھیں صغرئؑ کی خواب میں

نسبت کسی نے دی ہے عرق سے جو شاہؑ کی
اُس روز سے ہوئی ہے یہ خوشبو گلاب میں

اہلِ مدینہ بولے کہ بے سر ہوا حسینؑ
رونے کا غُل ہے قبرِ رسالت مآبؐ میں

قطعہ

زینبؑ نے پوچھا بھائی کے زخموں کا جو شمار
سجادؑ نے کہا یہ پھوپھی کے جواب میں

ہیں اب تو زخم نہ صد و پنجاہ و یک ہزار
باقی حساب ہوئے گا روزِ حساب میں

سینہ پہ بیٹھا راکبِ دوشِ نبیؐ کے شمر
روزِ دہم زمانہ تھا کیا انقلاب میں

آب رواں کفن ہوا مسلمؑ کے بیٹوں کا
لاشے بہا دیے اُن کے جو حارث نے آب میں

کہتی تھی بانوؑ دونوں مرے لال مر گئے
اک بچپنے میں دوسرا سنِ شباب میں

کہتے تھے شہؑ مزا تھا جو زہراؑ کے شیر کا
لذت وہی ہے خنجرِ براں کی آب میں

قطعہ

حُرؑ جب چلا اُدھر سے کہا یا علیؑ مدد
جاتا ہوں فوجِ سبطِؑ رسالت مآبؐ میں

آئی ندا کہ خوف نہ کر اے مرے رفیق
حیدرؑ ترے جلو میں ہے زہراؑ رکاب میں

شہؑ نے کہا کہ روئے وہ اکبرؑ کے واسطے
فرزند جس کا فوت ہو سنِ شباب میں

پیاسا گیا جہاں سے یہ کون اے فلک
دریا کی موج ہے جو پیچ و تاب میں

تھے مالکانِ چادرِ تطہیر بے ردا
یارو زمانہ اُن پہ تھا کیا انقلاب میں

روتی تھی جب سکینہؑ کو سمجھاتا تھا یہ شمر
اب تو پدر کو اپنے نہ پائے گی خواب میں

انجام حُر کا دیکھو تو اللہ رے نصیب
اوّل ہے نامِ حُر شہدا کے حساب میں

ٹکڑے ہوا وہ مصحفِ ناطق ہزار حیف
جس کے پدر کا وصف ہے اُمّ الکتاب میں

زلفِ سرِ حسینؑ بندھی چوبِ نیزہ سے
سنبل ہے اس قلق سے سدا پیچ و تاب میں

یہ کہہ کے چونک اٹھی ہوئے بیدار میرے بخت
دیکھا جو شاہِ دیں کو سکینہؑ نے خواب میں

رَن میں جلے وہ شہؑ کے خیامِ فلک شکوہ
تارِ شعاع صرف تھے جن کے طناب میں

کر کر یہ آہ بار شرر بار اے دبیرؔ
تابندہ برق ہوتی ہے اکثر سحاب میں

(۴۷)

سلام

جو اشک نخلِ غم میں سلامی ثمر نہیں
جس طرح نخلِ شمع کبھی بارور نہیں

بانوؑ لپٹ کے اصغرِ ناداں کی لاش سے
کہتی تھی: بیبیو مجھے دردِ جگر نہیں

بیٹی نے ہند کی جو کہا ننگے سر ہو کیوں؟
بولی سکینہؑ بھینا ہمارا پدر نہیں

قطعہ

بابا سے خواب میں یہ سکینہؑ نے عرض کی
کیا وجہ ہے کہ جسمِ مقدس پہ سر نہیں

شہؑ نے کہا فدا کیا امت پہ ہم نے سر
اپنے یتیم ہونے کی تم کو خبر نہیں

کیا قہر ہے کہ شاہؑ کے سینے پہ چڑھ کے شمر
کہتا تھا آہ فاطمہؑ کا مجھ کو ڈر نہیں

اصغرؑ کو اس نے تیر جو مارا تو بولے شاہؑ
اے حرملہ مگر کوئی تیرا پسر نہیں

جاتا تھا جب کہ خیمۂ شہؑ کہتے تھے مَلک
بے جُرم یوں بھلا کسی مہماں کا گھر نہیں

اصغرؑ کی لاش لائے جو شہؑ بانو نے کہا
لے جاؤ اِس کو تم مجھے تابِ نظر نہیں

کہتے تھے لوگ دیکھ کر اکبرؑ کی شکل کو
قدرت ہے یہ خدا کی جمالِ بشر نہیں

صغریٰ شبِ فراق میں گھبرا کے کہتی تھی
اے رات کیا جہان میں تیرے سحر نہیں

گر خوف تجھ کو آتشِ دوزخ کا ہے دبیر
داغِ غمِ حسینؑ سے بہتر سپر نہیں

سلام

مجرئی اکبرؑ کے ماتم میں پیغمبرؐ روتے ہیں
قبرِ سقائے حرم پر میرِ کوثرؑ روتے ہیں

اے سلامی جو غمِ سرورؑ میں اکثر روتے ہیں
جب وہ مر جاتے ہیں تو اُن کو پیغمبرؐ روتے ہیں

مثلِ نیساں بہرِ فرزندِ پیغمبرؐ روتے ہیں
چشمِ بد دُور اہلِ ماتم صاف گوہر روتے ہیں

بیٹھے بیٹھے بانو کہہ اٹھتی تھی یہ زنداں میں
دیکھنا کوئی پسِ دیوار اصغرؑ روتے ہیں

فاطمہؑ کے لال پر تھا سنگِ باراں پیاس میں
لعل شاہد ہیں لہو اس غم سے پتھر روتے ہیں

قتل ہوتے ہیں جوانانِ حسینیؑ بے گناہ
چشمِ جوہر سے لہو مقتل میں خنجر روتے ہیں

شمر نے پوچھا جو رونے کا سبب ہنگامِ ذبح
شہؑ نے فرمایا تڑپ کر بہرِ خواہر روتے ہیں

روزِ عاشورا کہا صغریٰ نے بابا مر گئے
نانی صاحب قبر میں نانا پیمبرؐ روتے ہیں

کُرتے سے منہ ڈھانپتی ہے جب سکینہؑ قید میں
گرد سب بیٹھے ہوئے بچے برابر روتے ہیں

کہتی تھی فضہ خبر لو آ کے یا مشکل کشاؑ
ایک رسّی میں بندھے آلِ پیمبرؐ روتے ہیں

دودھ کی خاطر نہیں ہوتے ہیں گریاں شیر خوار
بے زباں اطفال گویا بہرِ اصغرؑ روتے ہیں

بولی صغراؑ گھر گئے آفت میں آ سکتے نہیں
خواب میں آ آ کے پہروں بھائی اکبرؑ روتے ہیں

حُر سے زینبؑ نے کہا دیکھ اپنا رتبہ وقتِ نزع
پا گئی خیر النسأ بالیں پہ حیدرؑ روتے ہیں

تشنگانِ کربلا کے سقّے کا تازہ ہے غم
اب تلک دریا پہ آ کر میرِ کوثرؑ روتے ہیں

کہتی تھی بانوؑ کہ میں پانی کہاں سے لاؤں ہائے
صاحبو سوکھی زباں دکھلا کے اصغرؑ روتے ہیں

پوچھتی پھرتی تھی بانوؑ لاش اکبرؑ آئی جب
لوگو دن بیاہ ہے جواں بیٹے کو کیوں کر روتے ہیں

دربدر شہرِ محرم میں پھرے اہلِ حرم
شیعانِ اہلِ بیتؑ اس غم سے گھر گھر روتے ہیں

شہؑ کو زینبؑ نے صدا دی ہو گیا سقّا شہید
بھائی زہرِ عاقمہ پہ میرِ کوثر روتے ہیں

شمر رونے پہ گھرکتا تو سکینہؑ پوچھتی
اماں بتلاؤ ہمیں بابا کو کیوں کر روتے ہیں؟

بولی زینبؑ قوّتِ بازو کے بازو کٹ گئے
دونوں ہاتھوں سے کمر پکڑے برادر روتے ہیں

رن میں نیزے چلتے ہیں اکبرؑ پہ بس چلتا نہیں
گھر میں بانوؑ روتی ہے شبیرؑ باہر روتے ہیں

خُلد میں اطفالِ شیعہ سب زیارت کو ہیں جمع
اور گلے کے زخم کو دکھلا کے اصغرؑ روتے ہیں

چرخ تو نے اُس سکینہؑ کو دیا داغِ پدر
ہوش یہ جس کو نہیں بابا کو کیوں کر روتے ہیں

ختم ہے مہماں نوازی مصطفیٰؐ کی آل پر
حُر کے لاشے پہ حرم مانندِ مادر روتے ہیں

قتل گہہ میں سُن کے نعرہ شبیرؑ کا ہر ایک شب
کہتی تھی قوم اسد بیٹے کو حیدرؑ روتے ہیں

کم سنی میں قتل ہوتے ہیں جو زینبؑ کے پسر
مَل کے شہپر سے کفِ افسوس جعفرؑ روتے ہیں

خوف اپنی جان کا ہے نے تعلق اولاد کا
پر سکینہؑ کی یتیمی پر بہتر[(۷۲)] روتے ہیں

دیکھتے ہیں صاف ہم چشمِ یقیں سے اے دبیرؔ
رونے والے ہنستے ہیں سب اہلِ محشر روتے ہیں

سلام

ہے عکسِ گیسوے رُخِ اکبرؑ کہاں کہاں
سنبل کہاں کہاں ہے گُلِ تر کہاں کہاں

کوفے میں کربلا میں بقیع میں طوس میں
مدفون ہوے بتولؑ کے دلبر کہاں کہاں

گلزار میں جناں میں ختن میں تتار میں
پھیلی ہے نکہتِ گُلِ حیدرؑ کہاں کہاں

گُل میں شفق میں لعل میں خورشید صبح میں
ہے رنگِ خونِ کشتۂ خنجر کہاں کہاں

صفین میں جمل میں اُحد میں تبوک میں
تنہا لڑے ہیں فاتحِ خیبرؑ کہاں کہاں

خورشید میں قمر میں ستاروں میں برق میں
ہے نورِ آفتابِ پیمبرؐ کہاں کہاں

تنور میں شجر میں خزانے میں طشت میں
تھا ایک مصحفِ سرِ سرورؑ کہاں کہاں

فرقِ عدو میں سینے میں جوشن میں زین میں
در آئی ذوالفقارِ دوپیکر کہاں کہاں

بغداد میں عراق میں خیبر میں شام میں
تھے جمع قتلِ شہؑ کو ستم گر کہاں کہاں

یثرب میں نینوا میں یمن میں مدینہ میں
تھا قتلِ شہؑ کا شیون و محشر کہاں کہاں

دنیا میں آخرت میں سقر میں بہشت میں
ہے اختیارِ حیدرِؑ صفدر کہاں کہاں

دربار میں خرابے میں جنگل میں شہر میں
وردا گئی حسینؑ کی خواہر کہاں کہاں

بستی میں جنگلوں میں ترائی میں کوہ میں
شہؑ کو لیے پھرا ہے مقدر کہاں کہاں

دریا میں قتل گہ میں نیساں میں چاہ میں
حضرت نے ڈھونڈا لاشۂ اکبرؑ کہاں کہاں

مقتل میں خیمہ گاہ میں زنداں میں راہ میں
روئے پدر کو عابدِؑ مضطر کہاں کہاں

کوچوں میں اور دھوپ میں شہروں میں دشت میں
مسلم کا کھینچا لاشۂ بے سر کہاں کہاں

غربت میں گھر میں قبر میں محشر میں اے دبیر
آئے مدد کو ساقئِ کوثر کہاں کہاں

(۵۰)

سلام

مُجرائی نہ کیوں کر رہے ماتم رمضاں میں
عالم سے اُٹھا شاہِ دوعالمؑ رمضاں میں

سر پیٹو سرِ صاحبِ دلدل ہوا زخمی
بے تاج ہوا عرشِ معظّم رمضاں میں

ہر روز بُکا کرنا مصیبت پہ علیؑ کے
روزے کی فضیلت سے نہیں کم رمضاں میں

تابوتِ علیؑ اُٹھتا ہے جو تعزیے کے طور
یاد آتا ہے عاشورِ محرم رمضاں میں

صد حیف مسیحائے دوعالم گیا مارا
یہ زخم ہے بے بخیہ و مرہم رمضاں میں

روتے ہیں غمِ ساقیٔ کوثر میں جو دیں دار
ہے چشم بہ از چشمۂ زمزم رمضاں میں

لکھا ہے کہ جبریلِ امیں آ کے شب و روز
کعبے میں بچھاتے ہیں صفِ غم رمضاں میں

خود مرثیہ پڑھتے ہیں وہ منبر پہ علیؑ کا
سب حُور و مَلک روتے ہیں باہم رمضاں میں

چلّاتے ہیں الیاسؑ کہ ہے ہے میرا ہادی
اس رنج سے ہے پشتِ خضرؑ خم رمضاں میں

دردا کہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہو گئے بے کس
شبّرؑ ہوئے بے مونس و ہمدم رمضاں میں

پہلے کئی دن بیٹوں سے حیدرؑ نے کہا تھا
مر جائیں گے اکیسویں کو ہم رمضاں میں

حج کعبہ کا امسال نہ ہوئے گا میسر
ہم ہوں گے شبِ قدر کو بے دم رمضاں میں

تھا دل کو بہت خوفِ حسابِ دمِ محشر
کی اور بھی مولاؑ نے غذا کم رمضاں میں

کیا عید کی فرحت ہو دبیرؔ اہلِ عزا کو
ہے عید سے بھی رنج مقدم رمضاں میں

(۵۱)

سلام

عصیاں سے مُجرئی نہیں رنج و محن ہمیں
ہے مہرِ عفو داغِ غمِ پنجتنؑ ہمیں

اے مُجرئی خزاں ہے بہارِ چمن ہمیں
آتا ہے یاد گلشنِ شاہِ زمن ہمیں

کہتے تھے شاہؑ ہم ہیں وہ بے کس کہ بعدِ مرگ
چالیس دن ملے گا نہ گور و کفن ہمیں

قطعہ

ہم جولیوں سے کہتی تھی صغریٰ یہ رو کے آہ
کنبے کی ہے جدائی کا رنج و محن ہمیں

کس طرح کھیلوں ساتھ تمھارے بتاؤ تو
گہ بھائی یاد آتے ہیں گاہے بہن ہمیں

اللہ رے صبر شمر سے سجادؑ نے کہا
لے باندھ دے شقی تو میانِ رسن ہمیں

صغریٰ نے نانی سے کہا جب ہم قضا کریں
تم دیجیو پدر کی عبا کا کفن ہمیں

لغات: عصیاں: گناہ/ہم جولیوں: سہیلیوں/قضا: انتقال

کبریٰ کو دیکھ دیکھ کے بولیں زنانِ شام
ہے اس دُلھن کے حال پہ رنج و محن ہمیں

رنڈ سالا جوڑا بیاہ کا کنگنے کی جا رسن
یہ رسم نو دکھاتا ہے چرخِ کہن ہمیں

کبریٰ جواب دیتی تھی دولھا ہوا شہید
بیوہ ہیں ہم نہ تم کہو لوگو دُلھن ہمیں

کہتے تھے شاہ عشقِ الٰہی کا ہے وفور
بیٹے کی یاد ہے نہ خیالِ وطن ہمیں

قطعہ

انصارِ شاہ کہتے تھے کیوں کر نہ ہوں فدا
تحسین کرتے ہیں شہِ خیبر شکن ہمیں

آئی ہیں حوریں لینے کو جنّت کے در تلک
جنّت میں ہیں بلاتے رسولِ زمن ہمیں

کبریٰ یہ بولی صبح کو ہو گا بنا شہید
اک شب کی شب بناؤ نہ لوگو دُلھن ہمیں

چہلم کو لاشِ شاہ نے زہراؑ سے یہ کہا
اے والدہ ملا نہیں اب تک کفن ہمیں

کہتے تھے شاہ قبر بنائیں صغیر کی
ننھا سا قطع کر دے جو کوئی کفن ہمیں

اکبرؑ کو ہچکی آئی دمِ نزع تو کہا
شاید کہ یاد کرتی ہے صغریٰ بہن ہمیں

زینبؑ کا صبر دیکھ کے کہتے تھے شاہِ دین
زہراؑ کا یاد آتا ہے اس دم چلن ہمیں

کہتے تھے شاہ مرگ تو دیکھی عزیزوں کی
اب اور کیا دکھائے گا چرخِ کہن ہمیں

زنداں میں رو کے ماں سے سکینہؑ یہ کہتی تھی
لے جائے گا نصیب نہ سوئے وطن ہمیں

زینبؑ پکاری دفن ہوئی شب کو فاطمہؑ
اور ننگے سر پھراتا ہے چرخِ کہن ہمیں

کہتے تھے شاہ آپ جہاں مہرِ فاطمہؑ
اور شمر ذبح کرتا ہے تشنہ دہن ہمیں

مل کر گلے سکینہؑ کے صغریٰ نے یہ کہا
سوغات تم جو لائی ہو دو اے بہن ہمیں

لغات: کنگنے: چوڑیاں / روفو: شدید / رنا: دلہا

بولی سکینہؑ کیا کروں تم سے سفر کا حال
واں کا کبھی نہ بھولے گا رنج و محن ہمیں

بازو دکھا دکھا کے سکینہؑ نے پھر کہا
سوغات میں ملے ہیں یہ داغِ رسن ہمیں

زینبؑ نے ہند سے کہا چادر نہ تو اوڑھا
سر ننگے اب تو دیکھ چکے مرد و زن ہمیں

مسلمؑ کی لاش نے سرِ شبیرؑ سے کہا
اب تک نہیں ملا میرے مولاؑ کفن ہمیں

زینبؑ نے وقتِ دفن یہ سجادؑ سے کہا
بتلا دو گِن کے بھائی کے زخمِ بدن ہمیں

سجادؑ بولے کیا کہوں زخموں کا تم سے حال
وقتِ شمار ہوتا ہے رنج و محن ہمیں

ہیں تن پہ زخم نو صدو پنجاہ ویک ہزار
آگے نہیں ہے اے پھوپھی تابِ سخن ہمیں

کہتے تھے اہلِ بیتؑ اٹھا لے ہمیں خدا
ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے سب مرد و زن ہمیں

سوغات: تحفے / ہند سے مراد ہندا (یزید کی بیوی جو محبِ اہلِ بیتؑ تھی)

قبرِ نبیؐ میں غُل تھا یہ دسویں کو وقتِ عصر
پُرسا دو اب حسینؑ کا لالِ وطن ہمیں

کہتی تھی بانُو جا کے ملوں شیر خوار سے
کوئی بتا دے رستۂ نہرِ لبن ہمیں

لیتے ہیں شہؑ سے حلّۂ فردوس اے دبیؔر
کرتا ہے چاک پنجۂ غم سے کفن ہمیں

سلام

رہے جو مُجرئی شہؑ کے فغاں میں
وہ ہو گا حشر کو باغِ جناں میں

چچا مارے گئے بولی سکینہؑ
میں شرماؤں گی اب خُرد و کلاں میں

نشانِ مرتضیٰؑ کہتا تھا ہر دم
عجب ہی شان ہے شہؑ کے نشاں میں

فغاں زہراؑ نے کی تب مثلِ بلبل
خزاں آئی جب اس کے بوستاں میں

سکینہؑ سے شبِ عاشور شہؑ نے
کہا ہم کل نہ ہوں گے اس مکاں میں

کہا زہراؑ نے پی لو آبِ کوثر
گیا اصغرؑ جو ہیں باغِ جناں میں

سکینہؑ مر نہ جائے بولے عابدؑ
بندھے اہلِ حرم جب ریسماں میں

خُرد و کلاں: بڑے اور چھوٹے / باغِ جناں: بہشت / بوستاں: گلزار

کہا زہرآ نے شاید ہے یہ اکبرؑ
رکھے ہے جو انگوٹھی کو دہن میں

کہا شہؑ نے خدا حافظ اے اصغرؑ
لعیں نے تیر جب جوڑا کماں میں

کہا زینبؑ نے عابدؑ کو نہ مارو
یہی ہے اِک ہمارے خانداں میں

رہے سجادؑ جیتے بعدِ سرورؑ
مگر مشغول فریاد و فغاں میں

دبیرِ خستہ کی ہے عرض شہؑ سے
سخن سرسبز ہو باغِ جناں میں

(۵۳)

سلام

السلام اے قبرِ زیبائے حسینؑ
نورِ حق خاکِ شفا جائے حسینؑ

اپنے صاحب سے شفاعت کر مری
کربلا میں یاد فرمائے حسینؑ

عرشِ اعظم فرشِ پا انداز ہے
لامکاں ہے قصرِ والائے حسینؑ

پھر نہ کعبے کو نہ یثرب کو گئے
کربلا میں کس گھڑی آئے حسینؑ

زلفوں میں آہستہ کنگھی کرتی تھی
کس قدر زہراؑ تھی شیدائے حسینؑ

کیا قیامت ہے کہ باندھی شمر نے
نیزے سے زلفِ سمن سائے حسینؑ

مر گئے سیدانیوں کے سب عزیز
اے فلک کس کس کو سمجھائے حسینؑ

لغات: سمو ا: مرا

سلام

سلامی کرتے تھے اکبرؑ خطاب آہستہ آہستہ
تکاں ہے زخمِ دل کو چل عقاب آہستہ آہستہ

چلا حُر جب سوے شبیرؑ گردوں سے صدا آئی
کہ زہراؑ آتی ہے تھامے رکاب آہستہ آہستہ

ادب لازم ہے تجکو کر نہ جولاں اپنے مرکب کو
کر اے حُر طے تو اَب راہِ ثواب آہستہ آہستہ

نقاہت سے نہ تھی طاقت جو شہؑ کے ہاتھ میں باقی
لکھا صغراؑ کی عرضی کا جواب آہستہ آہستہ

قطعہ

سناں اکبرؑ کے سینے سے لگے جب کھینچنے سرورؑ
کیا رو رو کے یوں اُس سے خطاب آہستہ آہستہ

یہ برچھی ہے جگر میں اور جگر میرا ہے برچھی میں
سناں کھینچو شہؑ عالی جناب آہستہ آہستہ

جب آئی ہند زنداں میں تو زینبؑ شرم سے رُخ پر
تھی روتی ڈالے بالوں کی نقاب آہستہ آہستہ

پلایا زہر شبرؑ کو کیا شبیرؑ کو بے سر
مٹایا خاندانِ بُوترابؑ آہستہ آہستہ

رُکا گھوڑا جو چل کر خیمے سے شہؑ نے کہا رو کر
نہ کر اے اسپ طے راہِ ثواب آہستہ آہستہ

اُٹھا کر اپنی گردن وہ لگا کہنے چلوں کیوں کر
سکینہؑ آتی ہے تھامے رکاب آہستہ آہستہ

ٹھہر کر راہ چلتے تھے جو عابدؑ ناتوانی سے
رواں زنجیر تھی جوں موجِ آب آہستہ آہستہ

کہا زینبؑ نے دیکھوں اور بھائی کو کوئی ساعت
الٰہی ہو طلوعِ آفتاب آہستہ آہستہ

قطعہ

اٹکتا تھا جو ہر دم خنجرِ بے آب قاتل کا
کہا شہؑ نے یہ باصد اضطراب آہستہ آہستہ

اذیت مجکو ہوتی ہے ترے خنجر کے رُکنے سے
نہ کر تو ذبح اے خانہ خراب آہستہ آہستہ

حرم کو تھی جو رونے کی مناہی قید خانے میں
فغاں کرتے تھے وہ سینہ کباب آہستہ آہستہ

شہیدوں کو فقط اس واسطے مرنے کی جلدی ہے
حساب اپنا نہ ہو روزِ حساب آہستہ آہستہ

کیا جن ظالموں نے باغِ زہرا جلد یوں ویراں
فرشتے اُن پہ کرتے ہیں عذاب آہستہ آہستہ

کہا صغرا نے رو کر آتشِ فرقت نے بابا کے
کیا ہے طائرِ دل کو کباب آہستہ آہستہ

دبیرِ خستہ ہے مردم کو خوفِ آمدِ طوفاں
غمِ شہ میں بہا چشموں سے آب آہستہ آہستہ

سلام

گئے سوئے میداں جو اکبرؑ دوبارہ
سلامی ہوا گھر میں محشر دوبارہ

عجب تفرقہ تھا تن و سر میں جس سے
ہوا دفن فرزندِ حیدرؑ دوبارہ

بہت روئی تھی بارشِ خوں سے صغریٰ
رُلانے کو آیا کبوتر دوبارہ

پھری لوٹ بعد از وفاتِ سکینہؑ
پہنتے نہ پائی وہ گوہر دوبارہ

جلا خیمۂ شہؑ تو بولے ملائک
نبیؐ کا جلایا گیا گھر دوبارہ

ملا پہلے حلقوم سے پھر قضا سے
پھرا شہؑ کی گردن پہ خنجر دوبارہ

سنا حالِ زینبؑ پس از قتلِ شبیرؑ
بہت روئے جنّت میں حیدرؑ دوبارہ

حسنؑ نے کہا کیا ہوا قتل قاسمؑ؟
اٹھا درد جو دل کے اندر دوبارہ

چھنا تھا مدائن میں پھر کربلا میں
گیا شہربانو کا زیور دوبارہ

ہوئے قتل اکبرؑ تو شہؑ بولے مجھ کو
ہوا ہے فراقِ پیمبرؐ دوبارہ

کہا والدہ نے یہ مرنے کی جلدی
نہ ہچکی بھی لی تم نے اکبرؑ دوبارہ

لیا نام زینبؑ کا اکبرؑ نے پہلے
کہا مرتے دم منہ سے مادر دوبارہ

ردائیں جو شیریں نے دیں شمر بولا
کہ چھنوا اسیروں کی چادر دوبارہ

خطِ تیغ تھے شہؑ کے تن پر مکرّر
کریں جیسے کاغذ پہ مسطر دوبارہ

کہا شہؑ نے کیا تیر ظالم نے مارا
کہ تڑپا نہ ہاتھوں پہ اصغرؑ دوبارہ

کٹا حلق شبیرؑ کا بعدِ شبّرؑ
ہوئے سر برہنہ پیمبرؐ دوبارہ

چڑھا سینۂ شہ پہ جلاد ہیہات
نہ سجدے سے اٹھنے دیا سر دوبارہ

قطعہ

کہا شہؑ کے لاشے نے روح الامیں سے
اگر مجکو بخشے خدا سر دوبارہ

کہوں شمر سے میں کہ ظالم رواں کر
مرے حلقِ تشنہ پہ خنجر دوبارہ

کمر سے جو لی تیغ شہؑ نے تو بولی
میں کاٹوں گی جبریلؑ کا پر دوبارہ

ہوئی آمد آمد جو اکبرؑ کی رن میں
پرے سب نے باندھے برابر دوبارہ

سواری جو دیکھی تو باہم پکارے
ہوا خلق پر فضلِ داور دوبارہ

عمر نے کہا کیا وہ بولے ارے دیکھ
ہدایت کو آئے پیمبرؐ دوبارہ

یہ چہرہ ہے یا آج کے دن افق سے
برآمد ہوا مہرِ انور دوبارہ

صفا رُخ میں وہ ہے جو سُن لے کسی سے
نہ آئینہ دیکھے سکندر دوبارہ

مدد کرتے ہیں نزع میں مومنوں کی
لحد میں تو آتے ہیں حیدرؑ دوبارہ

یہ حسرت تھی قربان ہونے کی شہؑ پہ
کہ اظہرؔ ہوا زندہ مر کر دوبارہ

کہا شہؑ نے روضے سے نکلے تھے کس وقت
کہ دیکھی نہ قبرِ پیمبرؐ دوبارہ

شہیدوں کے قاتل معذّب ہیں اب بھی
سزا پائیں گے روزِ محشر دوبارہ

اُجاڑا تھا اے چرخ کس طرح تُو نے
بسا جو نہ سادات کا گھر دوبارہ

خدا لے گا پہلے حساب خلائق
پڑھیں گے علیؑ سب کے دفتر دوبارہ

مُحبّو خبر ہے تمھیں اس جفا کی
ہوئے قید سجّادؑ کیوں کر دوبارہ

وہی ہتھکڑی تھی وہی طوق و زنجیر
وہی گردِ اعدا کا لشکر دوبارہ

معذّب: عذاب پانے والے

بھتیجے کی تنہائی پہ ہل گیا دل
گئی ساتھ زینب کھلے سر دوبارہ

یہ بسمل ہوئی راہ میں بلچے سے
نہ گھر کو پھری بنتِ حیدرؑ دوبارہ

وحیدؔ ایک خوبی طبیعت کی یہ ہے
کہ ثابت کیا جابجا ہر دوبارہ

سلام

مُجرئی شہؑ کو نہ کیوں خلقِ خدا یاد کرے
جو خدا کو تہِ شمشیرِ جفا یاد کرے

مُجرئی ہند کو پھر میری بلا یاد کرے
درِ دولت پہ اگر شیرِؑ خدا یاد کرے

ہر قدم شمر کا تھا حکم کہ وقتِ بے داد
نہ کوئی محکمۂ روز جزا یاد کرے

پشت پہ دُرّۂ بےداد لگاؤ اتنے
جب تلک زندہ رہے زینبؑ عبا یاد کرے

کس طرح خاک اڑا کر نہ دمِ سرد بھرے
باغِ زہرؑا کی خزاں کو جو صبا یاد کرے

اپنے ہر شیعہ سے مولاؑ کی یہ فرمایش ہے
جو پیے پانی مرا خشک گلا یاد کرے

کلمہ گو آہ فراموش کریں حق اس کا
اُمتِ جدؐ کو جو ہنگام دعا یاد کرے

کہا بانو نے نہ پانی بھی ملا میرے گھر
جا کے فردوس میں بچہ مرا کیا یاد کرے

قطعہ

دیکھ کر چہرۂ اکبرؑ یہ پکارے اعدا
کون یوسف کو حضور اس کے بھلا یاد کرے

رُخ ہے وہ گلشنِ قدرت کہ بوقتِ گُل گشت
دل عنادل کا نہ اک گُل کی صفا یاد کرے

گر نگہ خضر کی ہو چاہِ ذقن سے سیراب
پھر نہ وہ ذائقۂ آبِ بقا یاد کرے

زلف وہ زلف کہ شیرازۂ اجزائے ثواب
ہے خطا یاں جو کوئی مشکِ خطا یاد کرے

چشم وہ چشم کہ نظارہ کرے اس کا اگر
نرگسِ باغِ جناں کو نہ صبا یاد کرے

قدِ پُرنور ہے وہ شمع کہ دیکھے جو کلیمؑ
شجرِ طور کی ہرگز نہ ضیا یاد کرے

واہ کیا نور ہے کیا حسن ہے اللہ اللہ
ایسے بندوں کو نہ کیوں جُنبِ خدا یاد کرے

بولی صغریٰؑ کہ مسیحا نے بھلایا مجکو
کور اب یاد کرے یا کہ قضا یاد کرے

آہ قتل اُس کے نواسے کو کریں شہر سے دور
عرش پر اپنے قریں جس کو خدا یاد کرے

پُرزے پُرزے کریں تن اُس کا مسلماں صد حیف
جس کو تعظیم سے قرآں میں خدا یاد کرے

سونا راتوں کا سکینہؑ کو نہ بھولے کیوں کر
جب کہ دل سینۂ شاہِ شہدأ یاد کرے

ہے یقیں عشرتِ دنیا سے طبیعت بھر جائے
بعد عاشور جو رونے کا مزا یاد کرے

ننگے سر پھرنے سے کس طرح نہ زینبؑ شرمائے
پردہ ماں کا جو وہ محتاج ردا یاد کرے

ذکر شبیرؑ کا یوں کرتی تھی صغریٰؑ بیمار
جیسے تپ میں کوئی آیاتِ شفا یاد کرے

دستِ فریاد یقیں ہے کہ کفن سے ہو بلند
ضرب دُرّوں کی اگر خیرالنسأ یاد کرے

غرق ہو نوحؑ کے طوفان میں ہر کشتیِ چشم
گر بکا میں کوئی عابدؑ کا بُکا یاد کرے

گو میں ذاکر ہوں پہ محشر میں یہ خواہش ہے دبیرؔ
سگِ در کہہ کے مجھے شبیرؑ خدا یاد کرے

نہ تو جنّت کی نہ فردوس کی خواہش ہے دبیرؔ
بس نجف میں مجھے اب شبیرؑ خدا یاد کرے

سلام

اے مُجرئی شبیرؑ کو کیا یادِ خدا تھی
سر پر تھی قضا اور نماز ان کی ادا تھی

مُجرائی سرِ شہؑ کی یہ نیزے پہ صدا تھی
پوچھو تو کوئی شمر سے کیا میری خطا تھی؟

لاغر ہوئے یاں تک سفرِ شام میں عابدؑ
پُتلی حرکت میں صفتِ قبلہ نما تھی

تنہائی کا غم پیاس کا دُکھ زخموں کی شدّت
شبیرؑ کی اِک جان پہ افراطِ بلا تھی

عابدؑ نے کہا گنجِ شہیداں پہ کہ افسوس
بیمار کی قسمت میں نہ یہ خاکِ شفا تھی

قاتل نے کہا شہؑ سے دمِ ذبح کہ مولاؑ
اک بی بی کھلے سر ابھی مشغولِ بکا تھی

شہؑ بولے کہ سمجھا کے اُسے لے گئے ناناؐ
وہ مادرِ شبیرؑ بتولِؑ عذرا تھی

کیا قہر ہے تھے آلِ یزید اپنے محل میں
زندان میں ذرّیتِ محبوبِ خدا تھی

سب کہنے لگے دیکھ کے تابوتِ سکینہؑ
واللہ یہی عاشقِ شاہِ شہدا تھی

پہنا تھا کفن دُلھا نے اور ہاتھ تھے پرُخوں
نے خلعتِ شاہانہ تھا ہرگز نہ حنا تھی

دولت جسے دے کر شہؑ دیں نے کیا آزاد
بانو کو اُڑھائی اُسی شیریں نے ردا تھی

زینبؑ نے کہا چھین کے تو لے گیا افسوس
اے شمر مرے سر پہ یہ زہراؑ کی ردا تھی

زینبؑ نے جو صدقے کیا بیٹوں کو تو غُل تھا
زہراؑ بھی یونہی باپ کی اُمت پہ فدا تھی

کس پیار سے شہؑ کہتے تھے سر زانو پہ رکھ کر
سچ تو یہ ہے اے حُر ترے حصّے میں وفا تھی

کس طرح سکینہؑ کو ملا ہو گا کفن آہ
زینبؑ کی نہ چادر تھی نہ عابدؑ کی عبا تھی

ہوتی ہے شفا خاک سے شبیرؑ کی سب کو
زندان میں عابدؑ کو میسّر نہ دوا تھی

شبیرؑ کے سینے پہ چڑھا شمرِ ستم گر
اے چرخ بھلا دیکھ تو یہ کون سی جا تھی

اُمّت کے لیے شاہؑ نے کٹوا دیا گھر کو
کیا رحم تھا کیا فیض تھا کیا جُود و عطا تھی

قعطہ

کرتے تھے عدو مدح یہ اکبرؑ کی پس از قتل
کیا جراَتِ لختِ جگرِ شیرِ خدا تھی

کیا حُسن تھا کیا نُور تھا کیا رُعب تھا کیا شان
کیا شکل تھی کیا چشم تھی کیا زلفِ دوتا تھی

توسن تھا کہ صَرصَر تھا وہ یا شعلۂ آتش
شمشیر تھی یا برق تھی کیا جانیے کیا تھی

جلاد نے کس وقت شہِؑ دیں کو کیا ذبح
زانو پہ رکھے سر کو بتولِؑ عذرا تھی

لاش آئی جو قاسمؑ کی تُو سر کھول کے پیٹی
ہر چند بہت فاطمہ کبریٰؑ کو حیا تھی

شہؑ کھینچتے تھے تیر کو اور کہتے تھے رُو رُو
اے حُرملہ تقصیر بھلا بچّے کی کیا تھی؟

صغریٰؑ نے کہا جب کہ ہوئی شہؑ سے جدائی
کیا میرے مرض کے لیے دنیا میں دوا تھی

رویا نہیں آ کر کوئی لاشِ شہدا پر
اک فاطمہؑ اس شہؑ کی مگر اہلِ عزا تھی

ہے عزّو وقار اپنا دبیرؔ اہلِ عزا میں
تقدیر میں مدّاحِ شاہِؑ شہدا تھی